Negotiations 5:2 (Dec. 2025) pp. 263-272 ISSN: 2789-293X

اردو آپ بیتی کی روایت میں عساکرِ پاکستان کا حصہ

The Role of Pakistan Armed Forces in the Tradition of Urdu Autobiography

Dr. Shahbaz Hussain
Pakistan Secretariat, Islamabad
shahbazqadri0011@gmail.com
Sumaira Anwar
Scholar Ph.D Urdu NUML, Islamabad
sumairashahbaz1010@gmail.com

KEYWORDS

Autobiography
Surroundings
Truthfulness
Siddique Salik
Shahid Aziz
Realism
Armed Forces

DATES

Received	**23-10-2025**
Accepted	**10-11-2025**
Published	**31-12-2025**

QR CODE

ABSTRACT

Autobiography is an ancient and important genre of Literature, which falls in non-fiction category. In fact, it's not only a true depiction of author's life, but also of his surroundings, social, political, cultural and other aspects. Truthfulness and realism are basic principles of good and valuable autobiography. Writing of an autobiography is not restricted only to regular or fiction writers, it may be written by anybody belonging to any walk of life. Beside civilians and regular writers, armed forces personnel have also played a pivotal and in the services of Urdu literature, especially in the field of Urdu autobiography. They have enriched and enlarged the area of Urdu autobiography by writing and adding dozens of the autobiographies. In the list of such writers, the names of Siddique Salik, Col (R) Syed Mabool Hussain, Field Marshal Ayub Khan, Brigadier Gulzar Ahmed, Major General Shahhid Hamid, General Pervez Musharraf, Lieutenant General Shahid Aziz, Colonel (R) Zahoor ul Haq, Colonel Ghulam Sarwar, Brigadier Nusrat Jahan Saleem, and General Abubakar Usman are mentionable.
https://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/186

تلخیص:

خود نوشت ادب کی ایک قدیم اور اہم صنف ہے جو نان فکشن کے زمرے میں آتی ہے۔ در حقیقت، یہ نہ صرف مصنف کی زندگی کی حقیقی عکاسی ہے، بلکہ اس کے ماحول، سماجی، سیاسی، ثقافتی اور دیگر پہلوؤں کی بھی ہے۔ سچائی اور حقیقت پسندی اچھی اور قیمتی خود نوشت کے بنیادی اصول ہیں۔ سوانح عمری لکھنا صرف باقاعدہ یا افسانہ نگاروں تک محدود نہیں ہے، اسے زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی لکھ سکتا ہے۔ عام شہریوں اور باقاعدہ لکھاریوں کے ساتھ ساتھ مسلح افواج کے اہلکاروں نے بھی اردو ادب کی خدمات میں، خاص طور پر اردو خود نوشت کے میدان میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے درجنوں خود نوشت سوانح عمری لکھ کر اور شامل کر کے اردو خود نوشت کے دائرے کو مزید وسعت دی ہے۔ ایسے لکھنے والوں کی فہرست میں صدیق سالک، کرنل (ر) سید مقبول حسین، فیلڈ مارشل ایوب خان، بریگیڈیئر گلزار احمد، میجر جنرل شاہد حامد، جنرل پرویز مشرف، لیفٹیننٹ جنرل شاہد عزیز، کرنل (ر) ظہور الحق، کرنل غلام سرور، کرنل غلام سرور، جنرل قمر جاوید باجوہ کے نام سر فہرست ہیں۔ عثمان قابل ذکر ہیں۔

آپ بیتی ایک قدیم صنفِ نثر ہے۔ اس کا شمار اردو ادب کی غیر افسانوی نثر میں ہوتا ہے۔ آپ بیتی کو اردو میں سوانح عمری بھی کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں اس کے لئے آٹو بائیو گرافی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ دو الفاظ "آپ" اور "بیتی" کا مرکب آپ بیتی کی اصطلاح کی تشکیل کرتا ہے۔ اپنے آپ پر گزرنے والے حالات کو قلم بند کرنا آپ بیتی کہلاتا ہے۔ یہ صرف لکھنے والے کے ذاتی حالات پر مشتمل نہیں ہوتی، بلکہ اس دور کی سیاست، ثقافت، رسوم و رواج اور گرد و پیش کا دیگر بہت سا احوال بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔ در حقیقت یہ اپنے دور کی ایک زندہ جاوید تاریخ ہوتی ہے جس میں ادبی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ وہاج الدین علوی کے مطابق:

> "خود نوشت سوانح حیات ادب کی تخلیقی صنف ہے۔ جو کسی فرد واحد کی زندگی کے تمام ادوار پر محیط ہوتی ہے اور اس کے قلم کی رہن منت ہوتی ہے۔ جس کے آئینے میں اس فرد کی داخلی اور خارجی زندگی کا عکس براہِ راست نظر آتا ہے اور اس کا عہد بھی جلوہ گر ہوتا ہے"۔(1)

آپ بیتی کا بنیادی وصف اس کی سچائی ہے۔ یہ صنفِ نثر سچائی کی علمبر دار ہوتی ہے۔ اگر ایک آپ بیتی نگار حقائق کو قلم بند نہیں کرتا اور اور اپنی اخلاقی کمزوریوں کے باعث سچ کو چھپاتا ہے اور جھوٹ سے کام لیتا ہے تو اس کا یہ بیانیہ نہ صرف اس کی آپ بیتی کو کمزور بنا دیتا ہے بلکہ قاری کی دل چسپی کو بھی کم کر دیتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ پوری دیانت داری اور سچائی کے ساتھ آپ بیتی کو ضبطِ تحریر لانا ایسے ہی ہے جیسے کہ پل صراط سے گزرنا۔ جب کہ دیگر اصنافِ ادب میں یہ کڑا پیمانہ نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ بیتی لکھنا ایک مشکل کام ہے کیوں کہ بطور انسان کوئی بھی مکمل نہیں ہے اور ہر ذی روح میں کہیں نہ کہیں کوئی خامی موجود ہوتی ہے، جس کو کوئی بھی طشت از بام کرنا نہیں چاہے گا۔

خود نوشت لکھنا صرف اہلِ قلم یا ادیبوں تک محدود نہیں ہے بلکہ کسی بھی شعبہ زندگی سے منسلک کوئی بھی فرد اپنے حالاتِ زندگی کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر سکتا ہے۔ اردو آپ بیتی کے ذخیرہ میں جہاں باقاعدہ لکھاریوں کے علاوہ سیاست دانوں، کھلاڑیوں، فن کاروں اور دیگر نامور شخصیات نے گراں قدر اضافہ کیا ہے وہاں عسکری لکھاری بھی برابر کے حصے دار ہیں۔ ان میں کئی ایسے عساکر بھی ہیں جن کا اسلوب بہت اعلیٰ پائے کا ہے اور اردو ادب کے میدان میں وہ ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان میں بریگیڈیئر صدیق سالک[2]، کرنل محمد خاں، کیپٹن اشفاق حسین، بریگیڈیئر صولت رضا اور میجر ضمیر جعفری کے نام نمایاں ہیں۔ دیگر کئی عسکری لکھاریوں کا اسلوب اور طرزِ نگارش بھی باقاعدہ لکھاریوں سے کم نہیں۔ ان عسکری آپ بیتیوں میں فوجی زندگی کی عکاسی کے علاوہ ادبی چاشنی بھی نظر آتی ہے۔ ادبی الفاظ اور ادبی اصطلاحات کا استعمال بھی نظر آتا ہے۔ شاعرانہ جھلک بھی نظر آتی ہے۔

افواجِ پاکستان نے عسکری میدان کے ساتھ ساتھ ادبی میدان میں بھی کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں۔ کئی عساکر نے ادبی اصناف کی روایت میں بیش قیمت اضافہ کیا ہے۔ یہ بھرپور صلاحیتوں کے مالک افراد ہوتے ہیں، جو دشمن کے لیے تو مانندِ فولاد ہوتے ہیں مگر بطور انسان ایک حساس اور جذبات سے معمور دل و دماغ بھی رکھتے ہیں، جو یقیناً تخلیقی صلاحیتوں سے بھی لبریز ہوتے ہیں۔ اس طرح فوجی ڈسپلن کی سخت پابندیاں اظہارِ ذات اور مشاہدہ کائنات کے داخلی و خارجی عمل میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔ چناں چہ جب بھی ان کے اندر تخلیقی ابال پیدا ہوتا ہے تو ادبی میدان میں ایک نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے بریگیڈیئر گلزار احمد لکھتے ہیں:

> "سپاہی کا ادیب ہونا کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔ یہ خیال کہ عساکر کو ادب سے یا ادب کو عساکر سے کوئی تعلق نہیں، ایک غلط خیال ہے۔ ہر زندہ کار فرما قوم کی عسکری صفوں میں ادیب موجود ہوتے ہیں بلکہ ایک لحاظ سے ان ہی کی وجہ سے ان اقوام کے ادب میں زندگیاں اور بالیدگی کی روح قائم رہتی ہے"۔(3)

الغرض یہ کہا جا سکتا ہے کہ افواجِ پاکستان کے باوردی لکھاریوں نے بے شمار اور بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام اصنافِ ادب، خواہ وہ شاعری ہو یا نثر، سے اردو ادب کے دامن کو مالا مال کیا ہے۔ بالخصوص اردو آپ بیتی کے دامن کو وسعت دینے میں عساکرِ پاکستان کا کردار اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اردو آپ بیتی کی تاریخ عساکرِ پاکستان کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔

اردو آپ بیتی کی تاریخ میں عساکرِ پاکستان کے حوالے سے جائزہ لیں تو فیلڈ مارشل ایوب خاں کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔ ان کی آپ بیتی "جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی" کو کسی پاکستانی فوجی کی پہلی آپ بیتی کہا جا سکتا ہے۔ یہ ان کی انگریزی آپ بیتی "فرینڈز ناٹ ماسٹرز" کا اردو ترجمہ ہے جو لاہور سے 1967ء میں شائع ہوا۔ اس کے کئی ایڈیشن سامنے آ چکے ہیں۔ یہ آپ بیتی بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں "بچپن سے جوانی تک" تک کے عنوان میں ان کے خاندانی اور تعلیمی سفر کی روداد پڑھنے کو ملتی

ہے۔ دوسرے باب "فوجی زندگی کا ابتدائی دور" میں انگلستان روانگی اور فوجی تربیت کا احوال ملتا ہے۔ تیسرے باب "فوجی زندگی 1948ء تا 1950" میں ایوب خاں نے اپنے مشرقی پاکستان میں قیام کے دوران وہاں کے ناسازگار حالات کا ذکر کیا ہے۔ چوتھا باب "کمانڈر انچیف" ہے، جس میں اپنے افواجِ پاکستان کے کمانڈر انچیف بننے کی تفصیلات بتائی ہیں۔ پانچویں باب "سیاسیات" میں پاکستانی سیاست کو موضوع بنایا گیا ہے۔ جب کہ چھٹے اور ساتویں باب میں پاکستان میں لگنے والے پہلے مارشل لاء کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ نواں اور دسواں باب خارجہ پالیسی کے اصولوں کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ گیارہویں اور بارہوں باب میں آئین اور صدارتی انتخاب کو موضوع بنایا گیا ہے۔ "جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی" پر رائے زنی کرتے ہوئے ڈاکٹر طاہرہ سرور لکھتی ہیں:

> "محمد ایوب خاں کی کتاب کو سیاسی سوانح حیات کہا جاسکتا ہے کیوں کہ اس میں ملک کی بدلتی صورتِ حال میں ایوب خاں کے کردار کو واضح کیا گیا ہے۔ مصنف نے رواں اور سادہ اسلوب میں بڑی عمدگی کے ساتھ اپنی سیاسی زندگی کے شب و روز سے ہمیں واقف کرادیا ہے"۔(4)

بریگیڈیئر گلزار احمد کی آپ بیتی "یادِ ایام" بھی اردو آپ بیتی کی روایت میں ایک نمایاں اضافہ ہے۔ ان کی عسکری زندگی کے علاوہ ذاتی زندگی پر بھی بیش قیمت معلومات پڑھنے کو ملتی ہیں۔ یہ آپ بیتی انڈین آرمی میں بھرتی ہونے والے گریجویٹ رنگروٹ گلزار احمد سے لے کر 14 اگست 1947ء تک پاک فوج کے لیفٹیننٹ کرنل گلزار احمد کی سرگزشت پر مشتمل ہے۔ مصنف اپنی شخصی زندگی کے آئینے میں برصغیر، ایران، عرب، ترکی، چین اور انگلستان کے مسلمانوں، ہندوؤں، یہودیوں اور انگریزوں کے تہذیبی خدوخال کا محاکمہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مصنف جس جگہ بھی گئے وہاں کی زندگی، رسم و رواج اور دیگر معاشرتی پہلوؤں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ "یادِ ایام" میں ایک ادبی روانی ہے جو قاری کو ہر وقت اپنی گرفت میں رکھتی ہے۔ بریگیڈیئر گلزار احمد کا اندازِ تحریر بہت دل کش ہے۔ بامحاورہ زبان، لہجے کی بے ساختگی اور سچائی ان کی تحریر کی خاص خوبیاں ہیں۔

"جنرل کی آپ بیتی" میجر جنرل شاہد حامد کی آپ بیتی ہے۔ انہوں نے 1933ء میں فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ دورانِ سروس اور بعد از سروس اہم ملکی عہدوں پر تعنیات رہے۔ افواجِ پاکستان کے ماسٹر جنرل آف آرڈیننس اور ایڈجوٹینٹ جنرل رہے۔ جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں وزیرِ اطلاعات و نشریات اور اس کے بعد وزیرِ ثقافت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ ان کی یہ آپ بیتی دس ابواب پر مشتمل ہے جو کہ ان کی زندگی کے ابتدائی 37 سالوں کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں ان کے خاندانی اور دیگر احوال کے ساتھ معاشرتی تصویر بھی اچھے طریقے سے پینٹ کی گئی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ صرف ایک ذاتی خودنوشت ہی نہیں بلکہ ایک معاشرے اور اس تہذیب کی عکاس بھی ہے جو اب تاریخ کے اوراق میں گم ہوچکی ہے۔ مصنف کی محاکات نگاری، جزئیات نگاری، منظر نگاری اور بہترین اسلوب کے باعث اس آپ بیتی کو معاشرتی اور تہذیبی خصوصیت کی دل چسپ داستان قرار دیا جاسکتا ہے۔

کرنل ظہور الحق کی آپ بیتی "داستانِ حیات" بھی خودنوشت سوانح عمری کی تاریخ میں ایک نمایاں اضافہ ہے۔ یہ ایک ضخیم آپ بیتی ہے جو کہ 43 ابواب پر مشتمل ہے۔ ظہور الحق بطور سپاہی پاک فوج میں بھرتی ہوئے اور بعد ازاں کمیشن حاصل کرنے

کے بعد کرنل کے رینک پر ترقی پائی اور اسی عہدے سے اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ انہوں نے زندگی کی تمام منازل اپنی محنت سے طے کیں۔ یہی وجہ ہے کہ "داستانِ حیات" صرف ایک آپ بیتی نہیں بلکہ ایک مکمل داستانِ حیات ہے جو کہ ایسے سبق آموز واقعات اور باتوں سے مزین ہے جو قاری کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ مصنف اس کے دیباچے میں خود لکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ آپ بیتی ہر اس شخص کے لئے لکھی ہے جو زندگی میں آگے بڑھنے کا خواہش مند ہے۔ یہ قاری کے اندر ایک تحریک پیدا کرتی ہے اور کچھ نیا کر گزرنے کا ایک جذبہ پیدا کرتی ہے۔ معروف ادیب اصغر ندیم سید "داستانِ حیات" پر رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں:

> "آپ کی زندگی جدوجہد سے عبارت ہے۔ اس لئے اس آپ بیتی کے حوالے سے محض تفریح حاصل نہیں ہوتی۔ اس میں زندگی گزارنے کا سلیقہ، آزمائش میں ہمت سے کام لیتے ہوئے مستقل مزاجی کا درس بھی ملتا ہے۔ کرنل صاحب اپنی زندگی کو بھرپور اور غیر معمولی سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ بھی موجود ہے کہ ان کا سفر بہت طویل ہے اور مختلف مرحلوں سے گزر کر وہ اس کامیابی تک پہنچے کہ اپنی داستان کو لکھ سکیں"۔(5)

بحیثیت مجموعی "داستانِ حیات" ایک سبق آموز، دل چسپ اور معلومات افزا خود نوشت ہے۔ مصنف کی تحریر میں روانی ہے اور ادبی چاشنی ہے۔ واقعات کچھ اس طرح تسلسل سے آگے بڑھتے ہیں کہ قاری ہر لمحہ مصنف کے ہم رقاب چلتا نظر آتا ہے۔ ان کی سوانح ہماری گزشتہ تاریخ کو اجاگر کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔

"آئینہ ایام" کرنل غلام سرور کی آپ بیتی ہے۔ یہ 497 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ آپ بیتی بنیادی طور پر کرنل غلام سرور کی ذات کے ارد گرد گھومتی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے معاشرے کی سچی تصویر بھی پیش کرتی ہے۔ یہ کہانی پچاس سالہ کینوس پر محیط ہے۔ اس میں ان قدروں کی جھلک باآسانی دیکھی جاسکتی ہے جو اب تیزی سے مٹتی جارہی ہیں اور ان قدروں کا دھندلا سا خاکہ بھی دکھائی دیتا ہے جو اب صفحہ قرطاس پر نمودار ہورہی ہیں۔ مٹنے والی تہذیب اور ابھرنے والی تہذیب کا تقابلی مطالعہ ہی "آئینہ ایام" کا اصل موضوع ہے۔ مصنف کا اسلوبِ بیاں نہ صرف رواں ہے بلکہ شگفتہ بھی ہے۔ وہ پڑھنے والے کو کہیں بھی اکتانے نہیں دیتے۔ الغرض کرنل غلام سرور نے یہ آپ بیتی اس طرح بیان کی ہے کہ واقعات کے ساتھ ماحول اور گردوپیش کی زندگی کی واضح گہری تصویر بھی سامنے آجاتی ہے۔ یہ آپ بیتی ایک ایسے شخص کی داستان ہے جو سچائی کے ساتھ اپنی محنت اور جدوجہد کی کہانی سنا کر دوسروں میں عزم و محنت کا حوصلہ پیدا کرتا ہے۔

"بمبئی سے جی ایچ کیو تک (ایک فوجی کی داستان حیات)" جنرل ابو بکر عثمان مٹھا کی خود نوشت ہے۔ آپ بیتی کے مطالعے سے عیاں ہوتا ہے کہ بمبئی جیسے ترقی یافتہ شہر کی تاجر پیشہ میمن برادری کے ایک نوجوان نے کس طرح انتہائی کٹھن فوجی کیریئر اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ کمیشن ملنے کے بعد کس دلیری کے ساتھ برما کے محاذ پر دوسری جنگ عظیم میں حصہ لیا۔ 1947ء میں پورے خاندان کو بمبئی میں چھوڑ کر اکیلا پاکستان آگیا۔ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے بل بوتے پر میجر جنرل کے عہدے پر ترقی پائی۔ ان کی یہ

آپ بیتی بہت دل چسپ واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں سانحہ مشرقی پاکستان کے حوالے سے قابلِ ذکر مواد موجود ہے۔ مصنف نے ان تمام عوامل پر روشنی ڈالی ہے جو پاکستان کو توڑنے کی وجہ بنے۔ مصنف کا طرزِ بیاں بڑا دل کش اور پر کشش ہے۔

بریگیڈیئر نصرت جہاں سلیم کی آپ بیتی "میرے ساتھی، میرے غازی، میرے شہید" بھی ایک معلومات افزا کتاب ہے۔ یہ ایک خاتون آرمی آفیسر تھیں جو کہ پیشے کے لحاظ سے نرس تھیں اور ترقی کے مدارج طے کرتے ہوئے بریگیڈیئر کے عہدے پر فائز ہوئیں۔ انہوں نے 1965ء کی جنگ میں بھرپور کردار ادا کیا۔ زخمیوں، غازیوں اور شہیدوں کو نہایت قریب سے دیکھا۔ انہوں نے اس جنگ کے دوران جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اسے اس آپ بیتی کا حصہ بنا دیا۔ کتاب کے دوسرے حصے میں مصنفہ نے اپنی خاندانی اور ذاتی زندگی کا احوال بیان کیا ہے۔ وہ اپنے خاوند اور دیگر افراد کے ہمراہ امریکہ بھی گئیں اور وہاں کے شب و روز، مشاغل اور زندگی پر نہایت شگفتہ پیرائے میں اظہار خیال کیا ہے۔ یہ کتاب آپ بیتی بھی ہے اور جنگ بیتی بھی۔ اس میں مصنفہ نے نرسنگ کے پیشے پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ یہ وہ مقدس پیشہ ہے جسے عالم انسانیت نے ہمیشہ خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں کے حوالے سے بھی اہم معلومات پڑھنے کو ملتی ہیں۔ عسکری موضوعات پر تبصرہ کرنے کے علاوہ انہوں نے اپنی ذاتی زندگی کے چند لمحوں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اندازِ بیاں سادہ، دل چسپ اور پر اثر ہے۔

"سلیوٹ" بریگیڈیئر صدیق سالک کی آپ بیتی ہے جو کہ افواجِ پاکستان کے شعبہ آئی ایس پی آر سے منسلک رہے۔ یہ آپ بیتی 1988ء میں شائع ہوئی۔ اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور سویلین اور عسکری حلقوں میں یکساں مقبول ہے۔ مصنف نے اس آپ بیتی کا انتساب "پاک فوج کے شہیدوں کے نام" کیا ہے جو ان کی پاک فوج سے وابستگی اور محبت کی واضح دلیل ہے۔ "سلیوٹ" میں مصنف کی عسکری زندگی کے ساتھ ساتھ خاندانی اور معاشرتی احوال بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔ بالخصوص سانحہ مشرقی پاکستان کے حوالے سے معلومات افزا مواد موجود ہے۔ مصنف نے اس سانحے کے اسباب و محرکات پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ سقوط کے بعد مصنف خود بھی دیگر فوجی قیدیوں کے ساتھ بھارتی قید میں رہے اور تقریباً اڑھائی سال کا عرصہ قید میں گزارنے کے بعد رہا ہوئے۔ اپنے ان تمام تجربات کو اس آپ بیتی کا حصہ بنایا ہے۔

"زندہ رہے گا پاکستان" کرنل (ر) سید مقبول حسین کی آپ بیتی ہے۔ انہوں نے 1962ء میں پاک فوج میں کمیشن حاصل کیا اور 1965ء اور 1971ء کی دونوں جنگوں میں بطور آرمی آفیسر حصہ لیا۔ پاکستان کے دولخت ہونے کے بعد بھارتی قیدی میں بھی رہے اور رہائی کے بعد کرنل کے عہدے پر ترقی پائی۔ یہ خود نوشت 1999ء میں منظرِ عام پر آئی۔ سانحہ مشرقی پاکستان کے حوالے سے یہ ایک معلومات افزا کتاب ہے جس میں کئی آنکھوں دیکھے واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ صرف ایک خود نوشت نہیں، بلکہ پاکستان کی ایک مستند تاریخ بھی ہے۔ اس سانحے کے حوالے سے مصنف کا ذاتی تبصرہ و تجزیہ بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔ مصنف کا اسلوب

سادہ، سلیس اور شگفتہ ہے۔ کسی بھی علمی سطح کا حامل قاری اس کو آسانی سے پڑھ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے۔ مصنف نے نامانوس اور دقیق الفاظ کے استعمال سے اجتناب برتا ہے۔

"سب سے پہلے پاکستان" پاکستان کے سابق صدر اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف کی آپ بیتی ہے۔ یہ ان کی انگریزی آپ بیتی "ان دی لائن آف فائر" کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کا پہلا اردو ایڈیشن 2006ء میں فیروز سنز لمیٹڈ کراچی نے شائع کیا۔ اس آپ بیتی کا انتساب پاکستان کے عوام کے نام ہے۔ یہ کتاب چھے ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں مصنف نے اپنی ابتدائی زندگی کے بارے میں بتایا ہے۔ دوسرے باب میں فوجی زندگی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ تیسرے باب میں حکومت کا تختہ الٹنے کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ چوتھے باب میں قومی ترقی پر بات کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں دہشت گردی اور اس کے خلاف اٹھائے گئے اقدامات کا ذکر ہے۔ چھٹے اور آخری باب میں پاکستان کے بین الاقوامی تعلقات پر بات کی گئی ہے۔ مصنف متعلقہ موضوعات پر بے لاگ تبصرہ کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ حقیقت نگاری اس آپ بیتی کی بنیادی خوبی ہے۔

"ہم بھی وہاں موجود تھے" لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالمجید ملک کی خود نوشت ہے۔ اس آپ بیتی کا پہلا ایڈیشن سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور نے 2015ء میں شائع کیا۔ مصنف کتاب کا انتساب پاک فوج اور چکوال کے عوام کے نام کیا ہے کیوں کہ ان کا تعلق چکوال کی سرزمین سے تھا۔ یہ کتاب 31 ابواب پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اپنی خاندانی اور ذاتی زندگی کے علاوہ سیاسی اور سفارتی زندگی کو بھی موضوع بنایا ہے۔ یہ صرف ایک آپ بیتی ہی نہیں بلکہ پاکستان کی تاریخ کی ایک مستند دستاویز ہے جس میں مصنف نے اپنے آنکھوں کے سامنے رونما ہونے والے اہم حالات اور واقعات کو قلم بند کیا ہے۔ ان اہم واقعات میں کشمیر کی جنگ، 1958ء کا مارشل لاء اور ایوبی دور، تاشقند کا معاہدہ، 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگیں، پاکستان کا دولخت ہو جانا، ضیاء الحق کا مارشل لاء، ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی اور جمہوری حکومتوں کی پے در پے برطرفی قابلِ ذکر ہیں۔ مصنف کا اسلوب رواں، شگفتہ اور دل کش ہے۔

"یہ خاموشی کہاں تک" کے مصنف لیفٹیننٹ جنرل (ر) شاہد عزیز ہیں۔ اس آپ بیتی کا پہلا ایڈیشن دسمبر 2012ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس کتاب کا انتساب پاکستان کے نوجوانوں کے نام ہے۔ اس کو 13 مختلف عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ذیلی عنوانات کسی شعر یا نظم کے ایک مصرعے پر رکھے گئے ہیں۔ اکثر صفحات پر مشہور شعراء کے اشعار بھی درج کئے گئے ہیں۔ کتاب کے مختلف صفحات پر مصنف کی ذاتی، خاندانی، ازدواجی، عسکری، سیاسی اور سفارتی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ کتاب کے آخر میں ضمیمہ جات کی شکل میں چند ملکی دستاویزات بھی دی گئی ہیں۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف اور سابق صدرِ پاکستان پرویز مشرف کے درمیان سیاسی اختلافات پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ فوجی حکومت کے قیام کے اسباب و محرکات پر بھی مدلل بحث پڑھنے کو ملتی ہے۔ "یہ خاموشی کہاں تک" ایک آپ بیتی ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی تاریخ کا ایک اہم ڈاکومنٹ ہے۔ مصنف کا اسلوب شاعرانہ اور دل کش ہے۔

سادگی اور سلاست اس کا خاصہ ہے جس سے کسی بھی سطح کے قاری کو اسے پڑھنے میں اور سمجھنے میں مشکل پیش نہیں آتی۔ مشکل اور پیچیدہ اصطلاحات کے استعمال سے احتراز برتا گیا ہے۔

"جدوجہد" میجر جنرل (ر) عاشور خان کی خودنوشت ہے جس کا پہلا ایڈیشن 2020ء میں شائع ہوا۔ اس کا انتساب مصنف نے اپنے اساتذہ اور والدین کے نام کیا ہے۔ یہ آپ بیتی 7 ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کے مزید ذیلی عنوانات ہیں۔ ابتدائی ابواب میں اپنی ذاتی زندگی، تعلیم اور خاندان پر روشنی ڈالی ہے جب کہ آئندہ ابواب میں عسکری اور پیشہ ورانہ زندگی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ مصنف نے اپنی زندگی کے کئی سبق آموز واقعات کو بھی قلم بند کیا ہے جو کہ قاری میں ایک نئی تحریک پیدا کرتے ہیں۔ یہ آپ بیتی قاری میں تعلیم کی قدر و قیمت کو اجاگر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ کس طرح ذہانت، محنت شاقہ اور عزم مصمم کی صفات رکھنے والا فرد معاشی وسائل کی کمی کے باوصف پیشہ ورانہ معراج تک پہنچ جاتا ہے۔ نیز اس کتاب میں کئی مقامات پر قرآنی آیات بھی درج کی گئی ہیں اور ان کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ یہ خودنوشت عمدگی سے تحریر کی گئی ہے اور الفاظ کا چناؤ خوب اور مواد برمحل ہے۔

"آخری کمانڈر انچیف" لیفٹیننٹ جنرل (ر) گل حسن خان کی خودنوشت ہے۔ آپ پاکستان آرمی کے متعدد اہم عہدوں پر فائز رہے۔ 1965ء کی جنگ میں ڈائریکٹر ملٹری آپریشنز اور 1971ء کی جنگ میں چیف آف دی جنرل سٹاف تھے۔ دسمبر 1971ء میں فوج کے کمانڈر انچیف اور متحدہ پاکستان کی فوج کے بھی آخری کمانڈر انچیف تھے۔ اس آپ بیتی کا انتساب پاک فوج کے جوانوں اور افسروں کے نام ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن دوست پبلی کیشنز اسلام آباد نے 1999ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے جن کے مزید ذیلی عنوانات دیئے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں ضمیمہ جات شامل ہیں۔ کتاب میں جابجا مختلف تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں اور ان کی تفصیل بھی ساتھ درج کی گئی ہے۔ مصنف نے اپنے ذاتی اور خاندانی حالات کو بہت کم، جب کہ عسکری اور قومی صورتِ حال کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ یہ ایک فوجی افسر کی آپ بیتی ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی عسکری تاریخ بھی ہے۔

"بچھڑ گئے" کرنل زیڈ آئی فرخ کی آپ بیتی ہے جسے 2022ء میں بک کارنر جہلم نے شائع کیا۔ اس آپ بیتی کے چار حصے ہیں۔ سانحہ مشرقی پاکستان کے آنکھوں دیکھے حالات کو بیان کیا گیا ہے کیوں کہ اس جنگ میں مصنف نے بطور فوجی افسر عملی طور پر حصہ لیا تھا اور کئی ایک واقعات کے چشم دید گواہ بھی تھے۔ جنگ میں شکست کے بعد دیگر پاکستان فوجیوں کے ہمراہ بھارتی قیدی بھی بنے۔ رہائی کے بعد وطن واپس آکر کرنل کے عہدے پر فائز ہوئے اور اپنی عسکری خدمات کا سلسلہ پھر سے جاری کیا۔ اسی رینک سے ریٹائرڈ بھی ہوئے۔ مصنف کا اسلوب سنجیدہ اور پختہ ہے۔ آپ بیتی کے آغاز سے لے کر انجام تک ایک گہری سنجیدگی قاری کو اپنی گرفت میں لیے رکھتی ہے۔

"جنگ بیتی اور قید کہانی" کے مصنف آنریری کیپٹن (ر) لعل شاہ ہیں۔ اس آپ بیتی کو پورب اکادمی اسلام آباد نے 2017ء میں شائع کیا۔ یہ آپ بیتی 52 مختلف عنوانات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے مختلف صفحات پر ملک کے نامور شعراء کے اشعار درج ہیں۔ اس میں مصنف کے ذاتی و خاندانی حالات کے علاوہ سانحہ مشرقی پاکستان پر بھی بے بہا معلومات ملتی ہیں۔ سانحہ مشرقی پاکستان پر ہمارے ملک میں بہت کچھ کہا اور لکھا جا چکا ہے، پر اکثر بڑے سیاسی و عسکری عمائدین کی جانب سے اور بہت سی مصلحتیں لئے یہ کتاب اس لئے منفرد ہے کہ اس میں جنگ و اسیری کے تجربے کو ایک عام سپاہی کی نگاہ سے بیان کیا گیا ہے۔ در حقیقت یہ آپ بیتی سانحہ مشرقی پاکستان اور قیدِ ہند کے دردناک سفر کی ایک عام سپاہی کے زاویہ نگاہ سے عکاسی ہے جس میں ہمیں شاید جنگ و اسیری کی وہ ہولناکیاں نظر آئیں جو "بڑوں" کی تحریروں میں اوجھل رہتی ہیں۔ مصنف کا طرزِ نگارش بہت اچھوتا، دل کش اور شاعرانہ ہے۔

"میں نے ہتھیار کیوں ڈالے" لیفٹیننٹ جنرل (ر) امیر عبداللہ خان نیازی کی آپ بیتی ہے، جو سقوطِ ڈھاکا کے وقت مشرقی افواج کے کمانڈر تھے۔ آپ بیتی میں باقاعدہ ابواب بندی نہیں کی گئی تاہم کتاب کو مختلف موضوعات کے تحت تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس میں مصنف کے ابتدائی حالاتِ زندگی، تعلیم اور خاندانی پس منظر کے علاوہ سانحہ مشرقی پاکستان پر بہت کچھ پڑھنے کو ملتا ہے۔ مصنف نے سقوطِ ڈھاکا کے اسباب و محرکات کا بڑی باریک بینی سے جائزہ پیش کیا ہے اور کتاب کے آخر میں کچھ اہم دستاویزات بھی ضمیمہ جات کی شکل میں دی گئی ہیں۔ مصنف کا اسلوب سلیس، سادہ اور رواں ہے، البتہ بعض مقامات پر فوجی اصطلاحات اور انگریزی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

"بے تیغ سپاہی" لیفٹیننٹ کرنل (ر) عبدالقادر کی آپ بیتی ہے۔ اسے پہلی دفعہ علم و عرفان پبلشرز لاہور نے اپریل 2011ء میں شائع کیا۔ مصنف نے اس کتاب کا انتساب اپنے والد محترم کے نام کیا ہے۔ آپ بیتی میں 27 عنوانات کے تحت مختلف حالات و واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ مختلف صفحات پر علامہ اقبال اور دیگر مشہور اردو شعراء کے اشعار رقم کئے گئے ہیں جو کہ قاری کی دل چسپی میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ مصنف کے ذاتی حالات زندگی کے علاوہ سقوطِ ڈھاکا پر بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے، چوں کہ مصنف نے عملی طور پر اس جنگ میں شرکت کی تھی اس لئے کئی ایک واقعات کے عینی شاہد بھی ہیں جنہیں انہوں نے اپنی آپ بیتی کی زینت بھی بنایا ہے۔ مصنف کا اسلوب بہت اعلیٰ پائے کا ہے جس سے روانی، سلاست اور شگفتگی جھلکتی نظر آتی ہے۔

مندرجہ بالا عساکر لکھاریوں کے علاوہ دیگر اور بھی عساکر ہیں جن کی آپ بیتیاں اردو ادب کا حصہ بنی ہیں، مگر موضوع کی محدودیت کے باعث ان کا ذکر ممکن نہیں ہوگا۔ مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ عساکرِ پاکستان نے اردو آپ بیتی کی روایت میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے اور اردو ادب کو درجنوں آپ بیتیاں دے کر اس کے دامن کو مزید وسیع کیا ہے۔ اگرچہ ان آپ بیتیوں کو لکھنے والے باقاعدہ لکھاری نہیں تھے اور جملوں کی بناوٹ اور الفاظ کے چناو میں ماہر نہیں تھے، مگر اس کے باوجود یہ آپ بیتیاں ادبی حسن سے مالا مال ہیں اور ان میں کوئی تکنیکی جھول نظر نہیں آتا۔ بالخصوص حقیقت نگاری اور سچائی ان کا ایک خاصہ ہے۔

حوالہ جات

1. محمد عابد، پاکستانی سیاسی آپ بیتیوں میں سیاسی، سماجی شعور کا تقابل۔ تھیسز(اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، 2018ء)،7۔
2. بریگیڈیئر صدیق سالک(1935–1988)پاکستان کے ممتاز فوجی افسر، ادیب، صحافی اور کالم نگار تھے۔ آپ6 ستمبر1935 کو ضلع گجرات کی تحصیل کھاریاں کے گاؤں منگلیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تحریروں میں حقیقت نگاری، طنز و مزاح اور تاریخی شعور نمایاں ہے۔"میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا"،"ہمہ یاراں دوزخ "اور"پریشر ککر "آپ کی اہم تصانیف ہیں۔17 اگست1988 کو بہاولپور کے قریب طیارہ حادثے میں آپ کا انتقال ہوا۔
3. ضمیر جعفری، سید، پیش لفظ: جنگ کے رنگ(لاہور: مکتبہ کارواں، 1953ء)،7۔
4. طاہرہ سرور، ڈاکٹر، عساکرِ پاکستان کی ادبی خدمات(لاہور: اکادمیات، 2013ء)،51۔
5. طاہرہ سرور، ڈاکٹر، عساکرِ پاکستان کی ادبی خدمات، 221۔

References in Roman Script

1. Muhammad Abid, Pakistani Siyasi Aap Beitiyon Mein Siyasi, Samaji Shaoor Ka Taqabuli Mutala'ah (Islamabad: National University of Modern Languages, 2018),7.
2. Brigadier Siddique Salik (1935–1988) was a distinguished Pakistani Army officer, author, journalist, and columnist. He was born on 6 September 1935 in the village of Manglia, Tehsil Kharian, District Gujrat. His writings are noted for their realism, satire, humour, and historical insight. His notable works include "Main Ne Dhaka Doobtay Dekha", "Hama Yaran Dozakh", and "Pressure Cooker". He died on 17 August 1988 in the Bahawalpur plane crash.
3. Syed Zameer Jafri, Pesh Lafz, Jang Ke Rang (Lahore: Maktaba Karwan, 1953), 7.
4. Dr. Tahira Sarwar, Asakir-e-Pakistan Ki Adabi Khidmat (Lahore: Academyat, 2013),51.
5. Dr. Tahira Sarwar, Asakir-e-Pakistan Ki Adabi Khidmat (Lahore: Academyat, 2013),221.